نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نظام حکومت وسیاست
سیرت طیبہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں

پروفیسر ڈاکٹر صلاح الدین ثانی الازہری
پرنسپل: پاکستان شپ اونرز گورنمنٹ ڈگری کالج

Abstract

The ruling government and political system in the light of glorious teaching of the Holy Prophet.

01. In the pre-Islamic period of Arabs, comperision of this system with the other ruling and religious system.

02. In this thesis, the kinds of government and the Arabs religious government have been disiscussed.

03. Having discussed on the kinds of government importance characteristics and sources have been discussed .

04. The system of punishment in Islam is a part of training.

The Islamic punishment system is required in the present age to act upon it.

All the systems of the whole world failed to establish peace and justice.

On the other hand, when the demand of existence of establishment takes place, the demanding persons are discouraged and are accused with some crimes.

So the charges and accusations are argued with proofs. As the instructions are giving by Holy Book and Sunnah. The meaning of hikmat is comprehensive.

To understand this meaning, the awareness about the system of Kaliphet is necessary.

It has been discussed in this thesis.

اجتماعی زندگی میں حکومت اور ریاست کا وجود ناگزیر ہے۔انسان ایک دوسرے سے معاملات کرتے ہیں،تو ان معاملات کو تکمیل تک پہنچانے کے لئے ضابطہ قانون اور نظام کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس نظام کو نافذ کرنے کے لئے ایک ادارہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ریاست وہ ادارہ ہے جو معاشرتی تعلقات، معاشی لین دین اور تمدنی معاملات کی استواری کا نگراں ومحافظ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انسانی زندگی کی تشکیل میں ریاست کا بہت اہم حصہ ہے۔ہم بحث کو آگے بڑھانے سے پہلے غور کریں گے کہ اسلام سے پہلے دنیا میں خاص طور سے عرب میں کیا کوئی نظام سیاست وحکمرانی نافذ تھا اور اسلام کا نظام حکومت وسیاست کیا ہے۔

لفظ''اسلام'' کی تعریف کرتے ہوئے المنجد کے مصنف لکھے ہیں:

"الانقیاد لأمر الآمر ونهیه بلا اعتراض وقد یستعمل بمعنی المسأعین علی معنی اهل الاسلام"

یعنی حکم دینے والے کی اطاعت کرنا اور وہ جس کام سے روکے خوش دلی سے رک جانا اور یہ لفظ مسلمانوں کے لئے بھی بولا جاتا ہے۔لفظ''النظام'' کے معنی لکھتے ہیں:''الطریق والعادۃ'' یعنی سسٹم اور لفظ''سیاست'' کی تعریف کرتے ہوئے ڈاکٹر قاضی عبدالقادر لکھتے ہیں: پہلا معنی ہے سماجی فلاح کی نظمیات کا علم، دوسرا معنی ہے شہری سماجی مسائل اوران کے ممکنہ حل کا مطالعہ۔

اسلام سے پہلے دنیا میں نظام سیاست وحکومت کا ایک جائزہ:

جب ہم کتب تواریخ کو کھنگالتے ہیں تو یہ بات سامنے آتی ہے۔

۲۰۰۰ء سال قبل مسیح بابل میں ایک متمدن حکومت نے اپنا جاہ و جلال دکھایا، لیکن فرماں راؤں نے اپنے سیاسی تشخصات میں الوھیت کا رنگ پیدا کرکے تمام رعایا کو عذاب میں مبتلا کردیا۔(۱) بعد میں اسی سرزمین پر معروف قانون داں حکمراں حمورابی پیدا ہوا۔جس کے کچھ قوانین آج بھی مطبوعہ ملتے ہیں (متوفی ۱۷۵۰ء قبل مسیح)(۲) اسیطرح چین کے قدیم پیشوا کنفیوشس اور ہندوستان کے مہاتما بدھ کے تصورات ونظریات کے تحت نظامِ سیاست چلایا گیا۔لیکن یہ تمام نظام ناکام ہوگئے اور افراط وتفریط کا شکار ہوئے۔(۳)

عربوں کا نظام سیاست بالخصوص مکہ ومدینہ میں:

عرب زمانہ دراز سے بنی نوع انسان کا منبع رہا ہے۔تاریخی قوموں میں یہ اپنے محل وقوع کے اعتبار سے قوموں،قبیلوں اور حکومتوں کا یادگار زمانہ وطن رہا ہے۔

ڈاکٹر حسن ابراہیم کے مطابق نظام سیاست کی جتنی شکلیں پائی جاتی ہیں اس طرز کی عربوں میں کوئی حکومت موجود نہیں تھی، نہ کوئی محکمہ عدلیہ تھا، نہ فوجی نظام تھا، نہ ایسی حکومت تھی جس کے ہاتھ میں قوت تنفیذ ہو، مظلوم انتقام خود لیتا تھا، اور قبیلہ اس کی پشت پناہی کرتا تھا۔ مجرم جرم کا مالی کفارہ ادا کر کے آزاد ہو جاتا تھا۔ جنگ کے موقع پر کسی کو امیر بنالیا کرتے تھے۔ البتہ قبیلہ کی حکومت جمہوری تھی۔ کوئی مرتب قانون نہ تھا، بلکہ عرف ہی قانون کا قائم مقام تھا۔(۴) لیکن مولانا حامد الانصاری اور ڈاکٹر حمید اللہؒ کی کتاب پڑھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ ایک نظام سیاست مروج تھا۔ لکھتے ہیں: اسلام سے پہلے عرب یمن میں تاریخی حکومتیں عاد، ثمود، جرہم وغیرہ قائم کر چکے تھے۔(۵) اسیطرح اور بھی ریاستیں وجود میں آئی تھیں، مثلاً ریاست غسان، ریاست حیرہ (۷) ریاست کندہ، شام، کوفہ، بحرین میں قائم تھیں۔(۸) اور تاریخ طبری کے حوالے سے لکھتے ہیں: نبی کریم ﷺ کے اجداد میں سے قصی بن کلاب نے قریش کی پراگندہ جمعیت کو ایک قانونی نظام کے ماتحت لانا چاہا جس میں انہوں نے کچھ کامیابی بھی حاصل کی اور نظام سیاست درج ذیل اختیارات کی بنیاد پر قائم کیا گیا۔ ① امارت مکہ، ② دارالندوہ یعنی قبائلی مجلس شوریٰ، ③ حجابت یعنی کعبہ پر غلاف چڑھانا، ④ لواء یعنی سپہ سالاری کا عہدہ، ⑤ رفادہ یعنی حرمین میں آنے والوں سے محصول وصول کرنا اور ان کی خدمت کرنے کا انتظام۔

یہ نظام اگرچہ معمولی تھا۔ لیکن کامیاب رہا، اور وراثتوں میں منتقل ہوتا رہا اور پوری زندگی کے متعلق ایک خاص نقطہ نظر رکھتا تھا۔ اسلام کی نظر میں انسان ایک تکوینی وجود ہے، اور سلطنت ایک تکوینی شیئ ہے۔ انسان اور سلطنت کا تصور ایک ساتھ اور ایک زمانہ میں پیدا ہوا۔ انسان اور حکومت کا یہ تعلق ابتداء سے انتہاء تک ایک ہی عنوان کے ماتحت نظر آتا ہے۔

اسلامی دور حکومت سے مسلم دور حکومت تک مختلف ادوار کا جائزہ:

حامد الانصاری لکھتے ہیں: ''حضرت محمد ﷺ کے عصر ظہور ۵۷۱ء سے حضرت علی رضی اللہ عنہ تک اسلامی حکومت کا حقیقی و اصطلاحی دور ہے ہم اسے پانچ حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

① ''خلافت الٰہی'' یعنی حضرت محمد ﷺ کا عہد یہ ایک چھوٹی قبائلی طرز کی شخصی جمہوری حکومت تھی۔ جس میں قبائلی سرداروں کی ماتحتی تھی۔(۹) اس پر ڈاکٹر حمید اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے قدرے تفصیل سے لکھا ہے۔

حکومت کے لئے جتنے عوامل کا ہونا ضروری ہے وہ سب سیاست الٰہی سے ایک ایک کر کے وجود میں آگئے۔ چونکہ حکومت انسانوں کی باہمی تنظیم سے بنتی ہے اس لئے انسان پیدا ہوا۔ ربانی حکومت کے

لئے رقبہ کی ضرورت تھی، اس لئے زمین وجود میں آئی، حکومت کے استحکام کے لئے وفاق اور وحدت ضروری تھی، اس لئے نظریہ توحید نے اپنے عالمگیر اوصاف کو نمایاں کیا، حکومتی نظام اور کام کو قائم رکھنے اور ترقی دینے کے لئے صلاحیت مند افراد کی ضرورت تھی، اس لئے پیغمبر کلمہ حق بلند کرتے ہوئے دنیا میں آئے، جس میں ہر پیغمبر خلیفہ اللہ تھا۔ یعنی زمین میں اللہ تعالیٰ کا نائب (۱۵) امام ابن تیمیہ رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں: دنیا کے تمام نظاموں میں کوئی بھی ایسا نہ تھا جو ہر دو عالم یعنی دنیا و آخرت کا جامع ہو، ایک مذہب اسلام ہی ایسا تھا جس نے دنیا و عقبیٰ، مبداء و معاد کو یکجا کر کے زندگی کو کامیاب و بلند تر کر دیا، اور عقیدہ توحید و اعتقاد آخرت اور جزاء اعمال کو سامنے رکھ کر ایک بہترین معاشرہ پیش کیا اور ترقی کے میدانوں میں اسے سب سے آگے کر دیا۔ (۱۶) حتیٰ کہ بقول نپولین: ''اسلام نے نصف صدی میں نصف دنیا کو مسخر کر لیا۔''

قدیم نظام حکومت اور انکی قسمیں:

حامد الانصاری لکھتے ہیں: ارسطو نے اچھے نظام حکومت کی تین قسمیں بیان کی تھیں:

① شاہی حکومت (Manarery) اس کی ضد طاغی حکومت ہے۔

② عوامی حکومت (Politay) کی ضد ازدحامی حکومت ہے۔

③ اعیانی حکومت چند آزاد امراء کی حکومت اس ضد عدیدی حکومت ہے۔ (۱۰)

لیکن آج کل اس کی مزید قسمیں وجود میں آگئی ہیں، شاہی حکومت، جاگیر شاہی، دستوری شاہی، شہنشاہی، اعیانی، عمومی حکومت، جمہوریت، مرکزی جمہوریت، لامرکزی جموریت وغیرہ۔ (۱۱)

قدیم نظام سیاست کی ناکامی کی وجوہات:

قدیم نظامہائے عالم کی ناکامی کی وجوہات پر بحث کرتے ہوئے مولانا ابوالاعلیٰ مودودیؒ لکھتے ہیں:

> ''محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے پہلے دنیا میں مذہب کا عالمی تصور یہ تھا کہ زندگی کے بہت سے شعبوں میں سے یہ بھی ایک شعبہ ہے یا دوسرے الفاظ میں یہ انسان کی دنیوی زندگی کے ساتھ ایک ضمیمہ کی حیثیت رکھتا ہے تاکہ بعد کی زندگی میں نجات کے لئے ایک سرٹیفکیٹ کے طور پر کام آئے۔ یہ جاہلیت کا تصور تھا۔ اور اس کی بنیاد پر کسی انسانی تہذیب و تمدن کی عمارت قائم نہیں ہوسکتی تھی''۔ (۱۲)

مذہب نے تہذیب و تمدن پر جو ... اثر ڈالا تو اس میں رہبانیت، عالم اسباب ... تعلق ...

تعصب کو داخل کر دیا۔ یہ اثر دنیاوی ترقی کے لئے سنگ راہ ثابت ہوا۔ (۱۳) اور ناقص نظام وجود میں آیا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا مقصد مذہب کے اس جاہلی تصور کو مٹا کر اس کی جگہ تہذیب و تمدن کا ایک مکمل نظام قائم کر کے اور کامیابی کے ساتھ چلا کر دکھانا تھا۔ (۱۴)

نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نظامِ حکومت کی اہمیت:

اسلام ایک خاص طریق فکر سے اس کا نفاذ کرتا ہے، تفسیر ابن کثیر کے حوالے سے حدیث منقول ہے، جس کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ حکومت کی طاقت سے ان چیزوں کا سد باب کرتا ہے۔ جن کا سد باب قرآن کریم سے نہیں کرتا۔ (۳۲) ابوالاعلیٰ مودودیؒ صاحب اس نظام حکومت کو Theo Domocracy یعنی الٰہی جمہوریت کا نام دیتے ہیں اور اس الٰہی اقتدار کے ماتحت محدود عمومی حاکمیت عوام کے لئے مخصوص کرتے ہیں۔ Limited Popular Sovereignty۔ (۳۳) اور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نظام حکومت کے جو اہم اصول سامنے آتے ہیں، انہیں تین نکات کی صورت میں واضح کرتے ہیں۔

پہلا: کوئی شخص خاندان، طبقہ یا گروہ بلکہ اسٹیٹ کی ساری آبادی مل کر بھی حاکیت کی مالک نہیں، حاکم اعلیٰ Souereign صرف اللہ تعالیٰ ہے، اور باقی محض رعیت ہیں۔

دوسرا: قانون سازی کے اختیارات بھی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو حاصل نہیں۔ سارے مسلمان مل کر بھی نہ اپنے لئے کوئی قانون بنا سکتے ہیں، نہ اللہ تعالیٰ کے قانون میں ترمیم کر سکتے ہیں۔

تیسرا: اسلامی اسٹیٹ صرف اسی قانون پر قائم ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے نبی نے دیا ہو اور اسٹیٹ کی گورنمنٹ اسی وقت قابل اطاعت ہوگی جب وہ اللہ تعالیٰ کے قانون کو نافذ کرنے والی ہو۔ (۳۴) اللہ تعالیٰ کے حکم پر کسی کا حکم نہیں چل سکتا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

واللہ یحکم لا معقب لحکمہ (۳۵)

اور مسلمانوں کی دنیوی و اخروی نجات اسی نظام پر چلنے میں ہے۔ یہ ایک کامل و مکمل نظام ہے، جیسا کہ قرآن کریم نے کہا:

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ۭ (۳۵۔الف)

یہ نظام جو اللہ نے مسلمانوں کے لئے پسند کیا ہے، ظاہر ہے مختلف خصوصیات کا حامل ہے۔ ظاہر ہے، ایک لچک دار سسٹم رکھتا ہے۔ جو ہر دور میں نافذ ہو سکتا ہے۔

نبوی ﷺ نظام حکمت کی خصوصیات:

مولانا حامد الانصاری ان خصوصیات کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''اسلامی طرز حکومت تکوین حکومت کی ایک مستقل اور متعین تاریخی مثال ہے۔ جس کی مثال نہیں لائی جاسکتی، اسلامی طرز ایک اتم اور مکمل نمونہ ہے، اور چاند کی طرح روشن وجود رکھتا ہے، اور اس وجود کے ساتھ وہ تمام خصوصیات رکھتا جو نظامہائے عالم کے مقابلہ پر ممتاز کر دیتا ہے۔ اس طرزِ حکومت و سیاست کو کسی قدیم یا جدید نظریہ حکومت سے مطابقت نہیں دی جاسکتی۔(۳۶) وہ بنیادی خصوصیات یہ ہیں:

① حکومت الٰہی: یعنی ایک خدائی نظام ہے۔ ساری دنیا کا نظام اس کی مرضی کے مطابق چلتا ہے۔

② خلافت: سیاسی نیابت یعنی حکمراں اللہ تعالیٰ کی جانب سے حکومت کا ذمہ دار ہے، اور عامِ انسانوں کی طرح جملہ حقوق برابر ہیں، کوئی کسی سے ممتاز نہیں۔(۳۷)

ابن تیمیہ اس خصوصیت کی اہمیت بتاتے ہوئے لکھتے ہیں: ''امارت و خلافت دین کے اہم ترین اور عظیم ترین واجبات میں سے ہیں''(۳۸) ''اس سیادت کا مستحق وہی ہے جو اسے ایک دینی فریضہ تصور کرتا ہے اور تقربِ الٰہی کا ذریعہ سمجھتا ہو۔(۳۹) ابو الحسن ماوری نے خلیفہ کے انتخاب کے طریقہ کار پر تفصیلی روشنی ڈالی ہے اور لکھا ہے کہ خلیفہ دو طریقوں سے منتخب ہوتا ہے ایک یہ کہ اہل حل و عقد اسے منتخب کرلیں، دوسرے یہ کہ سابقہ امام نے اسے اپنا ولی عہد بنایا ہو۔(۴۰) اسلام کے تمام مکاتب فکر اس امر پر متفق ہیں کہ ملت اسلامیہ کے لئے خلیفہ اور امام کا تقرر واجب ہے۔ اس لئے کہ نظم ملت اس کے بغیر ممکن نہیں۔(۴۱)

③ خورشید صاحب نے تیسری خصوصیت ''شورائی اور جمہوری ریاست'' ہونا لکھا ہے۔ یعنی اس میں تمام انسان برابر ہیں، رنگ و نسل یا نسب کی بناء پر کسی گروہ کو کسی پر فوقیت حاصل نہیں۔(۴۲)

ہر شخص کو وہی حقوق و مراعات حاصل ہیں جو خلیفہ کو حاصل ہیں، صرف یہی نہیں بلکہ حکومت کے فرائض میں سے ہے کہ وہ عوام کو عادلانہ بنیادوں پر جملہ حقوق فراہم کرے۔ نبوی ﷺ نظام حکمت میں عوام کے حقوق بلاتمیز مسلم وغیر مسلم ادا کرنے کی ذمہ دار ہے، اس سلسلہ میں ہم مختصراً پہلے ان حقوق کو بیان کریں گے جو تقریباً مسلم اور غیر مسلم سب کو حاصل ہیں۔

حقوق کی متعدد قسمیں ہیں۔ سیاسی حقوق، مساوات آزادی، مذہبی حقوق وغیرہ

۶۱۰ء تا ۶۳۳ء بمطابق ۱۱ ھجری دور خلافت:

① خلافت محمدی ﷺ کا دور اوّل سیدنا صدیق اکبر ﷛ کا عہد ۶۳۲ء تا ۶۳۴ء بمطابق

۱۱/ہجری تا ۱۳ ہجری ہے۔

② خلافت محمدی دور دوم سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا عہد ۶۳۲ء تا ۶۴۴ء بمطابق ۱۳ھ تا ۲۴ھ ہے۔

③ خلافت محمدی ﷺ دور سوئم سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا عہد ۶۴۴ء تا ۶۵۵ء بمطابق ۲۴ھ تا ۳۵ھ ہے

④ خلافت محمدی ﷺ دور چہارم سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا عہد ۶۵۵ء تا ۶۶۱ء بمطابق ۳۵ھ تا ۴۱ھ ہے۔

مسلم دور حکومت:

① خلافت بنوامیہ دمشق میں ۶۶۱ء تا ۷۵۰ء بمطابق ۴۱ھ تا ۱۳۳ھ اور اندلس میں ۷۵۶ء تا ۱۰۳۱ء قائم رہی۔

② خلافت عباسیہ ۷۵۰ء تا ۱۲۰۸ء بمطابق ۱۳۳ھ تا ۶۰۵ھ

③ خلافت فاطمیہ مصر وممالک بربر میں ۲۹۷ء تا ۵۶۷ء

④ خلافت عثمانیہ میں ترکوں کی حکومت ۱۲۹۹ء تا ۱۹۱۸ء بمطابق ۶۹۹ھ تا ۱۳۳۶ھ

⑤ مغلیہ سلطنت ہندوستان میں ۱۵۲۶ء تا ۱۸۵۷ء بمطابق ۹۳۹ھ تا ۱۲۳۸ھ قائم رہی۔

نبوی ﷺ نظام حکمت کے ماخذ ومصادر:

①... پہلا ماخذ قرآن: اسلام کا اولین ماخذ قرآن کریم ہے، جس کی اتباع سب سے پہلے خود آنحضرت ﷺ نے کی، جیسا کہ ارشاد باری ہے:

ان اتبع الا مایوحی الی وما انا الا نذیر مبین (۱۹)

(یعنی اے نبی آپ کہہ دیجئے) میں تو اس کی پیروی کرتا ہوں جو مجھ پر وحی آتی ہے اور میں تو صرف ڈرانے والا ہوں۔

②... دوسرا ماخذ سنت ہے: اس کے بارے میں: چیف جسٹس شمیم حسین قادری لکھتے ہیں:
''سنت کے لغوی معنی طرز عمل اور طریقہ کار ہے۔ محدثین کی اصطلاح میں رسول اللہ ﷺ کا ہر قول، فعل اور بیان سکوتی سنت کہلاتا ہے۔(۲۰)

③... تیسرا ماخذ اجماع: اسلام کا تیسرا ماخذ اجماع ہے (۲۱)

④... چوتھا ماخذ اجتہاد: اسلام کا چوتھا ماخذ اجتہاد ہے۔ یعنی دلائل شرعیہ کو پیش نظر رکھ ممکنہ کوشش کے ساتھ استنباط مسائل کرنا۔(۲۲) اس کی روشنی میں علماء نے پورا اسلامی نظامِ حکومت و

سیاست مدون کیا مختلف دور حکومت میں جاری رہا۔

نبوی ﷺ نظامِ حکمت کے اصول قرآن وسنت کی روشنی میں

یہ نظام جو اسلام کے مصادر اربعہ سے حاصل کر کے مرتب کیا گیا ہے۔ اس کے اہم اصول و نکات یہ ہیں۔ ارشاد باری ہے:

الاَلهُ الخلق والامر (۲۳)

خبردار! تمام کائنات کا خالق بھی وہی ہے اور حکم بھی صرف اسی کا چلے گا۔ (۲۴)

دوسری جگہ مزید وضاحت کے ساتھ حکم دیا گیا:

اِنِ الحکم الاللہ امر الا تعبدُوآ الآ ایاہُ(۲۵)

یعنی حکم سوائے اللہ کے اور کسی کا نہیں چل سکتا، اس کا حکم ہے کہ اس کے سوا کسی اور کی بندگی نہ کرو۔ (۲۶) مزید فرمایا:

ان الامر کلہ للہ(۲۷)

تمام اختیارات صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔ (۲۸) کسی شخص کو حرام یا حلال کرنے کا اختیار نہیں، بلکہ حکم ہے:

فَاتَقُوا اللہَ وَاَطیعُونَ (۲۹)

یعنی اللہ سے ڈرو اور صرف اسی کے حکم کی اطاعت کرو۔ اطاعت بھی کامل ہونی چاہئے، یہ نہیں کہ جو حکم دل کو بھائے اسے قبول کرلیں جو مزاج پر گراں گزرے اس سے پہلو تہی کریں، جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

یَآیُّہَا الَّذِیْنَ امنو ادخلو فی السلم کافۃ(۳۰)

اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ۔

صرف یہی نہیں بلکہ اپنے ماتحتوں پر بھی اسلام کی روشنی میں احکامات جاری کرو،

ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الکافرون(۳۱)

اور جو اس سے روگردانی کرے گا، تو گویا وہ کفر کا مرتکب ہو رہا ہے۔ اس نظریے کے مطابق حاکمیت Sovereignty صرف اللہ تعالیٰ کی ہے، اور قانون سازی Law giver صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ اسلام اپنا ایک فوجداری، دیوانی اور تجارتی قانون دیتا ہے۔ اور حکومت کے ذریعہ اس کا نفاذ کرتا ہے، لیکن آج سیاست اور مساوات کی بات زیادہ کی جاتی ہے، لہٰذا پہلے سیاسی حقوق بیان کرتے

سیاسی حقوق:

ڈاکٹر عبدالکریم زیدان لکھتے ہیں: ''ماہرین قانون کے نزدیک سیاسی حقوق سے مراد وہ حقوق ہیں، جو انسان کسی هیئت سیاسی کے ایک جز کی حیثیت سے حاصل کرتا ہے مثلاً ① انتخاب کا حق یعنی ملک کا سربراہ منتخب کرنے کا حق حاصل خواہ۔ وہ مشاورت کے ذریعہ ہو۔(۴۳) جیسا کہ قرآن کریم نے: وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ یعنی معاملات مشورے سے طے کرنے کا حکم دیا ہے، جسٹس مولانا محمد تقی عثمانی صاحب نے اس پر تفصیلاً لکھا ہے۔(۴۴) ② مشورے کا حق: یعنی عوام سے نظام مملکت چلانے کے لئے مشورہ لیا جائے۔ ③ حق احتساب: یعنی مملکت کے ہر ہر فرد کو رئیس مملکت اور اس کے کارندوں پر تنقید اور محاسبہ کا حق حاصل ہے، اس کا منشاء یہ ہے کہ حکمران اور اس کے متعلقین غلط راہ پر نہ چل سکیں۔(۴۶) ڈاکٹر حسن ابراہیم لکھتے ہیں: 'قاضی کا منصب تنازعات کا تصفیہ کرنا ہے، جن کا تعلق یک گونہ مذہب سے ہو اور محتسب عام نظم امور سے متعلق کارروائی کرتا ہے۔(۴۷) یعنی عوام حکومت کا احتساب کر سکتی ہے۔ لیکن حکومت بھی احتساب کے لئے ایک محتسب مقرر کرے گی، نبی کریم ﷺ خود اختساب کرتے تھے۔(۴۸) آپ ﷺ کے بعد خلفاء اربعہ کے دور میں باقاعدہ احتساب کے لئے افراد مقرر کئے گئے۔(۴۹) خود حکمران کا فرض ہے کہ وہ خود کو احتساب کے لئے پیش کردے۔ ④ حکمران کو معزول کرنے کا حق بھی عوام کو حاصل ہے۔ اگر وہ شرعی حدود سے تجاوز کرے تو عوام حق نیابت واپس لے سکتے ہیں۔(۵۰) اسی طرح اسے ہر قسم کی ملازمت کا حق حاصل ہے۔(۵۱)

اسلام تمام انسانوں کو برابر حقدار قرار دیتا ہے۔ اور بڑائی کا معیار صرف تقویٰ کو قرار دیتا ہے۔ ارشاد باری ہے:

اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عند الله اتقكم (۵۲)

① قانونی مساوات: یعنی تمام انسان قانون کی نظر میں برابر ہیں۔ جو قتل کرے گا قتل کیا جائے گا۔(۵۳) ② عدالتی مساوات: ہر فرد عدالت کے ذریعہ اپنا حق حاصل کر سکتا ہے۔ ③ معاشی مساوات: یعنی ہر شخص کی بنیادی ضرورت کی ذمہ دار حکومت ہے۔(۵۴) اگر کوئی ضرورت مند ہے تو اس کی کفالت حکومت کے ذمہ ہے۔ چاہے مسلمان ہو یا غیر مسلم ہو۔

آزادی:

نبوی ﷺ نظام حکمت میں ہر شخص کو مکمل آزادی حاصل ہے۔ ① شخصی آزادی، ② مقام کی آزادی، ③ ملک کی آزادی، ④ اعتقاد کی آزادی، ⑤ رائے کی آزادی بشرطیکہ اسلامی عقائد مجروح نہ ہوں، ⑥ تعلیم کی آزادی (۵۵) بلکہ تعلیم دینا حکومت کے فرائض

صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر مفصلاً لکھا ہے۔(۵۶)

مذہبی حقوق:

یعنی ہر شخص کو اپنے مذہب پر قائم رہتے ہوئے اسلامی مملکت میں رہنے اور عبادت کرنے کا حق حاصل ہے۔ کسی پر مذہب کے معاملہ میں جبر نہیں کیا جائیگا حکم ہے: لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ (۵۷) اسی طرح کسی کی عبادت گاہ کو نقصان نہیں پہنچایا جا سکتا۔(۵۸)

نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نظامِ حکمت میں غیر مسلموں (اقلیتوں) کے حقوق:

انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا میں لفظ (Minorities) کے تحت مقالہ نگار H-Ko نے لکھا ہے: ''اقلیت ایسے لوگ ہیں جو نسلی یا مذہبی عقیدہ و احساسات کے اعتبار سے کسی ایسی سیاسی وحدت میں رہیں۔ جہاں کی اکثریت کے نسلی و مذہبی رجحانات ان سے مختلف ہوں۔(۵۹) حافظ غلام حسین نے آرنلڈ روز امریکن کے حوالہ سے ایک تعریف یہ کی ہے کہ لوگوں کا کوئی بھی ایسا گروہ جو کسی سیاسی وحدت میں وہاں کی اکثریت سے مختلف ہو اقلیت کہلائے گا۔(۶۰)

اسلامی نظام حکومت میں غیر مسلموں کو جو حقوق و مراعات حاصل ہیں، وہ آج تک دنیا کے کسی نظام نے اپنی اقلیتوں کو نہیں دیا ہے۔ آج کل جب اسلامی نظام کے نفاذ کی بات کی جاتی ہے تو لادین طبقہ غیر مسلموں کے حوالہ سے غیر مسلموں سے بھی زیادہ شور وغوغا کرنا شروع کر دیتا ہے، اور یہ تاثر دیا جاتا ہے کہ اگر اسلامی احکامات جاری ہوں گے تو غیر مسلموں کے جملہ شہری حقوق سلب ہو جائیں گے، اس لئے ہم اس پر یہاں بحث کر رہے ہیں۔ اس کا پس منظر کچھ اس طرح ہے، اسلام کے ظہور کے وقت دنیا میں دو بڑی حکومتیں موجود تھیں، ایران مجوسیت کا علمبردار اور روم عیسائیت کا مرکز تھا۔ مگر انہوں نے اپنے ملک کی اقلیتوں کے ساتھ یہ سلوک کیا کہ ۶۱۵ء میں ایران نے بیت المقدس کو فتح کیا تو سینٹ ھلنا اور فلسطین کے عظیم الشان کنیسوں کو آگ لگادی، ۹۰ ہزار عیسائیوں کو قتل کیا اور خسرو پرویز نے ایران میں رہنے والے عیسائیوں کو بالجبر آتش پرستی پر مجبور کیا، بالکل یہی سلوک ہرقل نے ایران کے مجوسیوں کے ساتھ کیا، ایران میں کئی آتشکدوں کو مسمار کیا گیا۔ زرتشت کے وطن ارمیاہ کو نیست و نابود کیا اور مجوسی مذہب کو ختم کرنے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ چھ کروڑ ایرانیوں کو قید کیا آگ سے جلایا قتل کروایا۔(۶۱) یہ تھا متمدن قوم کا اپنی اقلیتوں سے سلوک۔ اسلام کے نزدیک ایک سیاسی ڈھانچہ میں رہنے والے خواہ کسی بھی رنگ نسل یا مذہب سے تعلق رکھتے ہوں۔ برابر درجہ کے شہری ہیں چاہے وہ عددی اعتبار سے مسلمانوں سے زیادہ ہوں یا کم مقامی باشندے ہوں یا غیر مقامی اسلام حکمراں اور مسلمانوں کو اس کا پابند بناتا ہے۔ وہ ان کی جان مال آبرو اور مذہب یا معبد سے کوئی تعرض نہ کریں۔(۶۲) غیر

مسلموں سے جو معاہدے کئے ہیں انہیں پورا کریں ابوداؤد کے حوالہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث نقل کی گئی ہے کہ جس کسی نے کسی معاہد پر ظلم کیا یا اس کا حق مارا تو میں قیامت کے دن اس کی طرف سے مسلمان کے خلاف لڑوں گا۔ (٦٣) خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نجران کے عیسائیوں سے معاہدہ کیا۔ (٦٤) بعد میں خلفاء اربعہ کے دور میں بھی اہل عانات (٦٥) اہل حیرہ (٦٦) اہل ماہ بہ رازان (٦٧) وغیرہ سے معاہدے کر کے انہیں بے پناہ حقوق و رعایتیں دیں جس کی مثال اقوام عالم کی تاریخ میں نہیں ملتی ان معاہدات کا مطالعہ کرنے سے چند اہم نکات سامنے آتے ہیں۔

ہر شخص کو زندگی کے تمام معاملات میں مکمل آزادی ہے۔ (٦٩)

معاشی آزادی:

ہر شہری ہر کاروبار کر سکتا ہے، ہر ملازمت کے لئے درخواست کر سکتا ہے لیکن ایسا کام جو ریاست کے لئے اجتماعی یا مذہبی طور پر نقصان کا سبب ہو نہیں کر سکتا۔ (٧٠)

یعنی پرسنل لاء میں مکمل طور سے آزاد ہوں گے، جس سے چاہیں ملیں جلیں حکومت کوئی پابندی نہیں لگائے گی، ماوردی نے لکھا ہے اگر وہ خود شرعی عدالت میں آئیں تو شرع کے مطابق فیصلہ کیا جائے گا۔ (٧٢)

ہر شخص اپنے مذہب پر مکمل طور سے عمل کر سکتا ہے، کسی کو بالجبر نہ مسلمان کیا جائے گا نہ اپنے مذہب پر عمل کرنے سے روکا جا سکے گا۔ (٧٣)

اجتماعی کفالت:

جس طرح اسلام بیت المال سے مجبور مسلمانوں کی کفالت کرتا ہے، اسی طرح غیر مسلم معذور و مجبور کی کفالت بھی کرے گا۔ (٧٤) ماوردی لکھتے ہیں اگر کام کر سکتا ہے پھر بھی بھیک مانگتا ہے تو محنت کرنے کا حکم دیا جائے گا، ورنہ تعزیراً سزا دی جائے گی، چاہے مسلم ہو یا غیر مسلم (٧٦) ابوالاعلیٰ مودودی صاحب لکھتے ہیں۔ اقلیتوں کے ساتھ سلوک میں اہل کتاب وغیر اہل کتاب کی کوئی تفریق نہیں سوائے اس کے کہ مسلمان اہل کتاب کی خواتین کے ساتھ نکاح کر سکتے ہیں اور ان کا ذبیحہ کھا سکتے ہیں۔

نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نظامِ حکمت میں شہریوں پر حکومت کے حقوق و فرائض:

اسلام جس طرح حکومت پر شہریوں کے حقوق و فرائض لازم کرتا ہے، اور انہیں ادا کرنے کا حکم دیتا ہے، اسی طرح شہریوں پر بھی حکومت کے حقوق و فرائض لازم کر کے انہیں ادا کرنے کا حکم دیتا ہے۔

ڈاکٹر عبدالکریم زیدان لکھتے ہیں۔ حکومت کا پہلا حق یہ ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے، خواہ کیسے ہی حکمراں ہوں ''شاہی یا مطلق العنان شخصی بادشاہی'' چین میں کنفیوشس نے حکومت قائم کی اور ۵۷۷ء قبل مسیح شاہی خاندان نے عوام کو پامال کر ڈالا (۸۰) ہندوستان میں آریہ آئے انہوں نے نیا نظام جاری کر کے مقامی باشندوں کو اچھوت قرار دیا۔ (۸۱) فارس میں مطلق العنان شہنشاہیت نے اتنے ظلم کئے کہ مظلوم عوام نے چھے بادشاہوں کو قتل کر ڈالا۔ (۸۲) یونان دنیائے قدیم کا سیاسی پایہ تخت رہا، لیکن بقول ایڈورڈ جیکسن کی نالائقی کے اتنے مہلک اثرات مرتب ہوئے کہ حکومت وقت سے پہلے ہی تباہ ہوگئی۔ (۸۳) افلاطون ارسطو جرمن فرانکی اور روما کے نظریہ حکومت کا بھی یہی انجام ہوا۔ (۸۴) قرآن کریم کا حکم ہے:

یاایھا الذین امنو اطیعو اللہ واطیعوالرسول و اولی الامر منکم (۷۷)

یعنی اللہ اور رسول ﷺ کے ساتھ مسلم حکمراں کی بھی اطاعت کرو، یعنی حکومت کے منصوبوں کو کامیاب کرنے کے لئے اس کے ساتھ تعاون کریں۔ اس کے احکام کی خلاف ورزی کر کے شر نہ پھیلائیں، رضا کارانہ طور پر سے حکومت کی اطاعت کریں۔ (۷۸) البتہ شرع کے خلاف کسی حکم پر عمل کرنا جائز نہیں ہے۔ حکومت کا دوسرا اہم حق یہ ہے کہ جو مال کی ادائیگی عوام کے ذمہ لگائی گئی ہے، اسے ادا کریں، جیسے زکوٰۃ عشر خراج جزیہ ٹیکس وغیرہ اس لئے کہ اگر حکومت کے پاس رقم نہ ہوتو وہ عوامی فلاح کے امور انجام نہیں دے سکتی، حکومت کا تیسرا حق یہ ہے کہ دارالاسلام کی مدافعت کی جائے۔ ڈاکٹر عبدالکریم زیدان نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث نقل کی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا سب سے افضل عمل اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا اور جہاد کرنا ہے۔ البتہ اگر غیر مسلم بھی ملک کے دفاع میں لڑنا چاہیں، تو انہیں اجازت ہے ورنہ ان پر لازم نہیں، اسی ذمہ داری کے بدلہ میں جزیہ غیر مسلموں سے وصول کیا جاتا ہے۔ (۷۹)

نبوی ﷺ نظامِ حکمت کا غیر نظاموں سے تقابلی جائزہ:

مولانا حامد الانصاری لکھتے ہیں: اسلام کا نظام ''نظام الٰہی'' یعنی اللہ تعالیٰ کا بنایا ہوا ہے، جبکہ دنیا میں تقریباً تین سو نمایاں حکومتیں قائم ہوئیں۔ لیکن سب کے نظام میں خرابی ہے، کمیونیزم ناکامی کی بڑی مثال ہے۔ جبکہ اسلام نے ان سب کے مقابلہ پر ایک عادلانہ نظام پیش کیا۔ حتی کہ غیر مسلم جنگ کے دوران اپنے ہم مذہب لوگوں کے خلاف مسلمانوں کے ساتھ مل کر لڑتے اور مسلمانوں کی فتح کے لئے دعا گو ہوتے تھے، دنیا میں جہاں بھی اسلامی حکومت قائم ہوئی کوئی ایک ملک ایسا پیش نہیں کیا جاسکتا، جہاں بغاوت اسلامی نظام کی وجہ سے ہوئی ہو بلکہ بغاوت باہم حکمرانی کے جھگڑوں کی وجہ سے ہوئی۔ ہم

یہ بات دعوے سے کہہ سکتے ہیں۔ اسلام کا نظام سیاست دنیا کا بہترین سیاسی نظام ہے، اور اس کی یہ خوبی صرف ملکی قوانین تک محدود نہیں، بلکہ اسلام ساری دنیا کے لئے آیا ہے، لہٰذا وہ بین الاقوامی قوانین میں بھی ہماری رہنمائی کرتا ہے۔

نبوی ﷺ نظام حکمت کے بین الاقوامی قوانین کا دیگر عالمی قوانین سے تقابلی جائزہ:

چیف جسٹس شمیم حسین قادری لکھتے ہیں۔ ۱۹۱۸ء کی جنگ میں جس وحشت اور بربریت کا مظاہرہ کیا گیا وہ یورپ میں رائج تھا، ان کے ہاں کوئی جنگی اخلاقیات نہیں تھیں، چنانچہ اسے ختم کرنے کے لئے کچھ دردمند لوگوں نے آواز بلند کی ہالینڈ کے مقنن گروٹیوس نے ۱۹۲۵ء میں ایک کتاب لکھ کر جنگ کے اخلاقی ضوابط پیش کئے، بعد میں اس کتاب کو ہائیڈل برگ یونیورسٹی کے نصاب میں بھی شامل کیا گیا۔(۸۵) لیکن اسلام نے بین الاقوامی ضابطے آج سے چودہ سو سال پہلے پیش کر دیئے تھے، بلکہ اسلامی غزوات میں رسول اللہ ﷺ نے خود پہلے عمل کر کے دکھایا۔ اسلامی قانون اور بین الاقوامی قانون میں یہ فرق پایا جاتا ہے۔ ① اسلامی قانون قانون الٰہی ہے، لہٰذا کم سے کم مسلمانوں کے لئے حجت ہے، جبکہ دنیاوی قانون انسان کا بنایا ہوا ہے، لہٰذا وہ نزاع کی صورت میں کسی کے لئے حجت نہیں ہے۔ ② مسلمان اسلامی قانون کے تابع ہو کر چلتا ہے، اس میں ترمیم کا کوئی اختیار نہیں، جب کہ بین الاقوامی قوانین میں بڑی طاقتوں کی مرضی سے تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں۔ ③ بین الاقوامی قوانین صرف ان ممالک کے لئے حجت ہے جنہوں نے اس پر دستخط کئے، اگر کوئی معاہدے کی خلاف ورزی کرتا ہے تو دوسرے کو بھی اس کا حق حاصل ہو جاتا ہے جبکہ مسلمان محارب فریق کی خلاف ورزی کے باوجود اسلامی قانون کی پابندی کرتا ہے۔(۸۶)

خلاصہ بحث:

ہماری بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ اسلامی نظام حکومت وسیاست جو کہ احکام الٰہی سے اخذ کردہ ہے یہ جامع اور مکمل نظام ہے۔ انسان کتنی بھی جدوجہد سے سسٹم بنالے وہ ناقص ہی رہے گا، اس لئے کہ عقل کل صرف باری تعالیٰ کی ذات ہے بہت ممکن ہے انسان کا تخلیق کردہ نظام بہت مفید معلوم اور اس میں کوئی نقص محسوس نہ ہو، لیکن زمانہ کا نشیب وفراز ثابت کردے گا کہ وہ ناقص ہے۔ کمیونیزم کی ناکامی اس کی زندہ مثال ہے موجودہ صدارتی و پارلیمانی نظام کے نقائص سامنے آرہے ہیں۔ وقت ثابت کرے گا اسلام لوگوں کی کامیابی وکامرانی کی امیدوں کا مرکز ہوگا۔

حواشی وحوالہ جات:

۱۔ المنجد، ج ۱، ص ۳۴۷، اورص ۸۱۸، (مطبوعه: ایران ۱۹۹۱ء) کشاف

اصطلاحات فلسفہ مصنف ڈاکٹر عبدالقادر، ص ۱۷۷، (شعبہ تالیف کراچی یونیورسٹی ۱۹۹۰ء)

۱۔ اسلام کا نظام حکومت مصنف مولانا حامد الانصاری غازی (ناشر ندوۃ المصنفین دہلی طبع دوم مارچ ۱۹۵۶ء) ص ۷

2- Ma-wsooat Al Mawrid By Munir Baalbak vol:5,P66, (First-ed 1981 Daral- ILMC Beirut Lebanon)

۳۔ اسلام کا نظام حکومت، حامد الانصاری، ص ۸

۴۔ مسلمانوں کا نظام حکمرانی ترجمہ النظم الاسلامیہ، مصنف ڈاکٹر حسن ابراہیم حسن (ترجمہ: محمد محب اللہ ندوی ناشر: مکتبہ ایوان اشاعت کراچی، طبع اوّل، اگست ۱۹۵۲ء، ص ۳۳۰ تا ۳۴۰

۵۔ اسلام کا نظام حکومت، ص ۴۷

۶۔ ایضاً، ص ۷۶

۷۔ ایضاً

۸۔ ایضاً

۹۔ ایضاً، ص ۷۸ تا ۸۰

۱۰۔ ایضاً، ۴۱ تا ۴۲

۱۱۔ ایضاً، ص ۴۳ تا ۴۴

۱۲۔ اسلامی ریاست (فلسفہ) نظام کار اور اصول حکمرانی، مصنف: سید ابوالاعلیٰ مودودی، (مرتبہ سینیٹر خورشید احمد ناشر اسلامک پبلکیشنز، لاہور، طبع دوم جنوری ۱۹۶۷ء، ص ۳۷

۱۳۔ ایضاً، ص ۳۸

۱۴۔ ایضاً، ص ۳۹، آج بھی بعض لوگوں کا خیال ہے دین و سیاست الگ چیزیں ہیں، اس پر عمدہ بحث اس کتاب میں: ص ۸۰ تا ۹۱ پر موجود ہے۔

۱۵۔ اسلام کا نظام حکومت، ص ۱۱۔۱۲

۱۶۔ ریاست شرعیۃ مصنف امام ابن تیمیہ، مترجم: ابوالعلاء محمد اسماعیل گودھروی، ناشر: کلام کمپنی، کراچی، ص ۲۰

۱۷۔ اسلام کا نظام حکومت، ص ۱۳، ۱۴

۱۸۔ سورہ الاحقاف: آیت ۹

۱۹۔ تفسیر عثمانی

۲۰۔ اسلامی ریاست قرآن و سنت کی روشنی میں مصنف چیف جسٹس لاہور شیم حسین قادری، ناشر علماء اکیڈمی

لاہور بادشاہی مسجد، طبع اوّل، جون ۱۹۸۴ء، ص ۱۴۲
۲۱۔ ایضاً، ص ۱۵۱
۲۲۔ ایضاً، ص ۱۵۲
۲۳۔ سورہ الاعراف، آیت ۵۴
۲۴۔ تفسیر عثمانی
۲۵۔ سورہ یوسف، ۴۰
۲۶۔ سورہ آل عمران، آیت ۱۵۴
۲۷۔ تفسیر عثمانی
۲۸۔ تفسیر عثمانی
۲۹۔ سورہ الشعراء، آیت ۱۶۳
۳۰۔ سورہ بقرہ، آیت ۲۰۸
۳۱۔ سورہ مائدہ، آیت ۴۴
۳۲۔ اسلامی نظریہ حیات، مصنف خورشید احمد صاحب، ناشر: شعبہ تصنیف و تالیف و ترجمہ کراچی یونیورسٹی، طبع پنجم ۱۹۷۹ء، ص ۴۷۰
۳۳۔ اسلامی ریاست، ص ۱۳۰
۳۴۔ ایضاً، ص ۱۲۸
۳۵۔ سورہ نساء، آیت ۱۳
۳۵۔الف سورۃ المائدہ: آیت ۳
۳۶۔ اسلام کا نظامِ حکومت، ص ۲۰۲
۳۷۔ اسلام کا نظام حکومت، ص ۲۰۳۔ ۲۰۴، عمل سے استشہاد، مصنف ڈاکٹر محمد حمید اللہ، ناشر: الفیصل ناشران و تاجران کتب، لاہور، نومبر ۱۹۹۲ء، ص ۱۱۰ تا ۱۲۲
۳۸۔ سیاست شریعہ، ص ۲۸۷
۳۹۔ اسلامی ریاست کی ذمہ داریاں، ترجمہ: الحسبۃ فی الاسلام، مصنف امام ابن تیمیہ، مترجم: طلیل صغیم انصاری، ناشر: البدر پبلی کیشنز لاہور، طبع اوّل فروری ۱۹۸۴ء، ص ۲۳
۴۰۔ اسلامی نظام حکومت، ترجمہ: احکام سلطانیہ، مصنف: ابوالحسن ماوردی، مترجم: مفتی نظام اللہ شہابی، ناشر: قرآن محل مولوی مسافر خانہ کراچی، ص ۴۳
۴۱۔ اسلامی نظریہ حیات، ص ۴۷۳
۴۲۔ ایضاً، ص ۴۸۶

۴۳۔ اسلام میں ریاست اور فرد کا مقام، ترجمہ: الدولۃ فی الشریعۃ الاسلامیۃ، مصنف: ڈاکٹر عبدالکریم زیدان، ناشر: اسلامک بک پبلی کیشنز لاہور، ص ۳۶

۴۴۔ اسلام اور سیاست حاضرہ، مصنف: جسٹس مولانا محمد تقی عثمانی، ناشر: مکتبہ دارالعلوم کراچی، ص ۱۲۔ ۱۳

۴۵۔ اسلام میں ریاست اور فرد کا مقام

۴۶۔ ایضاً، ص ۴۳۔ ۴۷

۴۷۔ مسلمانوں کا نظام حکمرانی، ص ۵۹۷

۴۸۔ اسلام کا نظام احتساب، مصنف شہزاد اقبال، ناشر شریعہ اکیڈمی اسلام آباد، طبع اوّل مئی ۱۹۹۳ء، ص ۶

۴۹۔ ایضاً، ص ۷۰

۵۰۔ اسلام میں ریاست اور فرد کا مقام ص ۴۷

۵۱۔ ایضاً، ص ۸۳

۵۲۔ سورہ الحجرات: آیت ۱۳

۵۳۔ اسلام میں ریاست اور فرد کا مقام

۵۴۔ اسلامی آئین ذہین شاہ تاجی، ماہنامہ تاج کراچی، جنوری ۱۹۷۰ء، ص ۱۳۳

۵۵۔ ایضاً، ص ۱۲۶

۵۶۔ اسلامی ریاست عہد رسالت کے طرزِ عمل سے استشہاد ڈاکٹر حمید اللہؒ

۵۷۔ سورہ بقرہ، آیت ۲۵۶

۵۸۔ اسلام میں ریاست اور فرد کا مقام، ص ۱۰۲

۵۹۔ The New Encyclo Pedia Britannica(Ed:15, Chicago 1985,Printed in USA) 29. Vol

۶۰۔ اسلامی حکومت میں اقلیتیں، ص ۱۱

۶۱۔ اسلامی حکومت میں اقلیتیں، مصنف حافظ غلام حسین، ناشر مرکز تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری، لاہور، ص ۶۰۷

۶۲۔ ایضاً، ص ۱۳، جیسا کہ **ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ۔ انعام: ۱۰۲** میں حکم ہے۔

۶۳۔ اسلامی حکومت میں اقلیتیں، ص ۷

۶۴۔ ایضاً، ص ۱۹، پر تفصیلات دیکھئے، ڈاکٹر حمید اللہ نے اپنی کتاب: سیاسی وثیقہ جات، میں ایسے تمام معاہدے جمع کر دیئے ہیں۔

۶۵۔ ایضاً، ص ۲۵

۶۶۔ ایضاً، ص ۲۸

۶۷۔ ایضاً،ص ۲۸

۶۸۔ ایضاً،ص ۲۹

۶۹۔ ایضاً،ص ۴۲

۷۰۔ ایضاً،ص ۴۴

۷۱۔ ایضاً،ص ۴۶

۷۲۔ احکام سلطانیہ، ماوردیؒ،ص ۳۳۲

۷۳۔ قرآن کریم نے صاف اعلان کیا:**لاا کرہ فی الدین** (بقرہ:۲۵۶) اسلامی حکومت میں اقلیتیں،ص ۴۷

۷۴۔ ایضاً،ص ۴۸

۷۵۔ احکام سلطانیہ،ص ۵۱۱

۷۶۔ اسلامی ریاست،ص ۵۲۳

۷۷۔ سورۃ النساء: آیت ۵۹

۷۸۔ اسلام میں ریاست اور فرد کا مقام،ص ۱۳۶ تا ۱۴۱

۷۹۔ اسلام میں ریاست اور فرد کا مقام،ص ۱۴۸

۸۰۔ اسلام کا نظام حکومت،ص ۴۱۸ تا ۴۱۹

۸۱۔ ایضاً،ص ۴۱۹

۸۲۔ ایضاً،ص ۴۲۰، البتہ ڈاکٹر حسن ابراہیم نے سرٹامس آرنلڈ کے حوالے سے لکھا ہے: خلیفہ کا لقب دنیاوی حکمراں کے لئے قرآن کریم نے استعمال نہیں کیا۔ دیکھئے ص ۳۹، مگر یہ غلط ہے جیسا کہ ہم تفصیلاً بیان کر چکے ہیں: خلیفہ کے بارے میں تین آراء ہیں، خلیفہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نمائندہ ہے۔ دوسری رائے خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نمائندہ ہے۔ تیسری رائے یہ ہے کہ خلیفہ عوام کا نمائندہ ہے۔ میرے خیال میں آخری رائے زیادہ صحیح ہے۔

۸۳۔ ایضاً،ص ۴۲۱

۸۴۔ ایضاً،ص ۴۲۳

۸۵۔ اسلامی ریاست قرآن وسنت کی روشنی میں،ص ۲۳۶

۸۶۔ ایضاً،ص ۴۳۴

کتابیات:

۱۔ اسلام اور سیاست حاضرہ، مصنف جسٹس مولانا محمد تقی عثمانی، ناشر: مکتبہ دار العلوم کراچی

۲۔ اسلام کا نظام احتساب: مصنف شہزاد اقبال، شریعہ اکیڈمی اسلام آباد طبع اول مئی ۱۹۹۳ء

۳۔ اسلام کا نظام حکومت، مصنف مولانا حامد الانصاری غازی، ناشر: ندوۃ المصنفین دہلی، طبع دوئم مارچ ۱۹۵۶ء

۴۔ اسلام میں ریاست اور فرد کا مقام، ترجمہ: **الفرد والدولة فی الشریعة الاسلامیة** مصنف: ڈاکٹر عبدالکریم زیدان، ناشر اسلامک پبلیشرز لاہور

۵۔ اسلامی حکومت میں اقلیتیں، حافظ غلام حسین، ناشر: مرکز تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری لاہور

۶۔ اسلامی ریاست عہد رسالت کے طرز عمل سے استشہاد، مصنف: ڈاکٹر محمد حمید اللہ، ناشر: الفیصل ناشران و تاجران کتب لاہور، نومبر ۱۹۹۲ء

۷۔ اسلامی ریاست (فلسفہ) نظام کار اور اصول حکمرانی، مصنف: سید ابوالاعلیٰ مودودی، مرتبہ: سینیٹر خورشید احمد، ناشر اسلامک پبلیکیشنز، لاہور، طبع دوئم جنوری، ۱۹۶۷ء

۸۔ اسلامی ریاست قرآن وسنت کی روشنی میں، مصنف چیف جسٹس لاہور شمیم حسین قادری، ناشر علماء اکیڈمی لاہور بادشاہی مسجد، طبع اوّل جون ۱۹۸۴ء

۹۔ اسلامی ریاست کی ذمہ داریاں ترجمہ: **الحسبة فی الاسلام**، مصنف: امام بن تیمیہ، مترجم: طفیل ضیغم انصاری، ناشر: البدر پبلی کیشنز لاہور، طبع اوّل، فروری ۱۹۸۴ء

۱۰۔ اسلامی نظام حکومت، ترجمہ: احکام سلطانیہ، مصنف ابوالحسن ماوردی، مترجم: مفتی نظام اللہ شہابی، ناشر: قرآن محل مولوی مسافر خانہ کراچی،

۱۱۔ اسلامی نظریہ حیات، مصنف خورشید احمد، ناشر: شعبہ تصنیف و تالیف و ترجمہ کراچی یونیورسٹی، طبع پنجم ۱۹۷۹ء

۱۲۔ المنجد، دو جلدیں، عربیہ مطبوعہ ایران، ۱۹۹۱ء

۱۳۔ تفسیر عثمانی، مصنف: شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ اور علامہ شبیر احمد عثمانیؒ، مطبوعہ دار التصنیف کراچی

۱۴۔ سیاست شرعیہ، مصنف: امام ابن تیمیہ، مترجم ابوالعلاء عمر محمد اسماعیل گھودھری، ناشر: کلام کمپنی کراچی

۱۵۔ کشاف اصطلاحات فلسفہ، ڈاکٹر قاضی عبدالقادر، ناشر: تصنیف و تالیف کراچی یونیورسٹی، طبع اوّل ۱۹۹۰ء

۱۶۔ مسلمانوں کا نظام حکمرانی، ترجمہ: النظم الاسلامیہ، مصنف: ڈاکٹر ابراہیم مترجم محمد محب اللہ ندوی، ناشر مکتبہ ایوان اشاعت کراچی، طبع اوّل اگست ۱۹۵۲ء

17- Mawsooatlam Awrid by:Munir Baalbaki,Vol:5, P-66

18- Thenew Encycloopedia Britannica Printed ED:15, 1985 in Chicago U.S.A29, Vol: (موسوعة المورد انسائیکلوپیڈیا)

۱۹۔ اسلامی آئین مدیر: ذہین شاہ تاجی، ماہنامہ تاج کراچی، جنوری ۱۹۷۰ء

✿